مرثیہ

مرثیہ عربی لفظ رثا سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں کسی کی موت پر رونا۔ مرثیہ اصناف شاعری میں اس صنف کو کہتے ہیں جس میں کسی مرنے والے کی تعریف، کی گئی ہو اور اس کی موت پر اظہارِ غم کیا گیا ہو۔ جب اس لفظ کا استعمال ہوا تو اس وقت صرف شخصی مرثیے موجود تھے۔ سانحۂ کربلا سے متعلق جو بھی مرثیے لکھے گئے بعد کو لکھے گئے۔ اور اردو میں اس کا رواج اتنا عام ہوا کہ مرثیہ کا ذکر آئے تو ذہن شخصی مرثیے کی طرف نہیں بلکہ کربلائی مرثیے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس طرح مرثیہ کی دو قسمیں قرار دی جاتی ہیں: (۱) شخصی مرثیہ (۲) مرثیہ

اردو مرثیے کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزم، شہادت، بین

مرثیہ ہماری شاعری کی وہ صنف ہے کہ اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ اس نے اردو شاعری کے دامن کو وسیع کیا ہے۔ اردو کے مشہور ترین مرثیہ نگار میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ ہیں۔

مرزا سلامت علی دبیرؔ

مرزا دبیرؔ کا اصل نام مرزا سلامت علی اور دبیرؔ تخلص تھا۔ والد کا نام مرزا غلام حسین تھا۔ دبیرؔ کی پیدائش 1903ء میں دہلی کے محلہ بلی ماران میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں دبیرؔ اپنے والدین کے ساتھ لکھنؤ چلے آئے۔ دبیرؔ کی تعلیم کی ابتدا دلی میں ہو چکی تھی اور شاعری سے بھی دلچسپی ہونے لگی تھی درسی کتابوں سے فارغ ہو کر لکھنؤ کے شاعرانہ ماحول سے متاثر ہوئے اور شعر موزوں کرنے لگے اور میر ضمیر سے اپنے کلام میں اصلاح لینے لگے۔ دبیرؔ کے لیے استاد میر ضمیرؔ، روشن ضمیر ثابت ہوئے اور مرثیہ نگاری میں مرزا دبیرؔ نے استادی کا مقام حاصل کرلیا۔ نوعمر شاعر پسند عام اور مقبولیت کے ذریعہ بہت جلد شہرت حاصل کر لیتا ہے۔ پندرہ بیس سال کی عمر میں ہی مرزا دبیرؔ شاعری کے منبر پر آنے لگے۔ اور پیش خوانی و مرثیہ خوانی میں اپنا بہترین کلام سنانے لگے۔ طبیعت میں روانی و برجستگی تھی عمر کے ساتھ ساتھ مشق میں اضافہ ہوتا گیا۔ مشق کو محنت نے جلا دی اور میر انیس کے مقابلے میں کلام پڑھنے لگے۔ چنانچہ اردو شاعری خصوصاً مرثیہ نگاری کی تاریخ میں انیس و دبیرؔ کی شاعرانہ چشمک بہت مشہور ہے۔

اردو مرثیہ نگاری میں دبیرؔ کی شہرت اور استادی کا یہ عالم تھا کہ اس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے برصغیر کے دور دراز شہروں، قریوں اور دیہاتوں میں دبیرؔ کا سکہ چلتا تھا۔ مشہور تھا کہ بین اور مرثیت میں دبیرؔ کا جواب نہیں۔ سوز خواں انھیں کے مرثیے پڑھتے تھے عورتیں انہیں کا کلام پسند کرتی تھیں۔

مرثیہ نگار کی حیثیت سے مشہور ہونے کی وجہ شہرت اور علاج کی غرض سے دبیرؔ نے کئی طویل سفر بھی کیے اور کلکتہ بھی گئے۔ سفر کلکتہ کے دوران عظیم آباد بھی تشریف لائے۔ دبیرؔ کا یہ سفر عظیم آباد کی ادبی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔

آخر کار 6 / مارچ 1875ء کو اردو مرثیہ کا یہ برگزیدہ شاعر لکھنؤ میں اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔ آپ جہاں مدفون ہوئے وہ آج کوچۂ دبیرؔ کہلاتا ہے۔

بیان شہادت حضرت حُر

ہر سنگ بنا لعل و گہر مہر علی سے   پارس نمط آہن ہوا زر مہر علی سے
روشن ہوئے خورشید و قمر مہر علی سے   ہے گردش اختر میں اثر مہر علی سے
گل خاک سے اور لعل ہوئے سنگ سے پیدا
اس مہر کا ہے فیض ہر اک رنگ سے پیدا

ہر سنگ کو یاقوت کیا مہر علی نے   قطرے کو شرف دُر کا دیا مہر علی نے
بخشی مہ و انجم کو ضیا مہر علی نے   خورشید کو بیعت میں لیا مہر علی نے
قطرے سے گہر، خار سے گل ہوتے ہیں پیدا
صدقے سے علی کے جزوکل ہوتے ہیں پیدا

لو مومنو، حُر لشکر کفار سے نکلا   یہ نور وہی نور ہے جو نار سے نکلا
یاقوت چمکتا ہوا کہسار سے نکلا   دیں کفر سے، چاند ابر سے، گل خار سے نکلا
یہ شاہ ولایت کی ہدایت کا اثر ہے
حُر رات کو گمراہ تھا اس وقت خضر ہے

کیا آمد جبریل ہے مرغوب نبی کو   اب تک نہیں یہ آرزوئے عید کسی کو
کیا آمد سلماں ہے پسندیدہ علی کو   تفریح عجب ہوتی تھی احمد کے وصی کو
دیکھو تو ہراول کے خط لوح جبیں کو
اب ہے یہ خوشی آمد حُر کی شہ دیں کو

آواز مبارک کا ہے غل فوج خدا میں   آمد ہے ہراول کی سپاہ شہداء میں
تقریب ملاقات ہے سلطان و گدا میں   مصروف ہے حُر شکریۂ رب ھدیٰ میں
حق پشت پہ، بخت اوج پہ، اقبال کمک پر
سر شاہ کی تسلیم میں اور پاؤں فلک پر

جلوہ حق و باطل کا نظر آتا ہے حُر کو جنت میں جہنم سے خدا لاتا ہے حُر کو
رضواں بھی چمن خلد کا دکھلاتا ہے حُر کو تحسین خدا عرش پہ فرماتا ہے حُر کو
حُر نام ہے کیوں شہ کے غلاموں میں تو حُر ہے
داخل ہے غلاموں میں جہنم سے یہ حُر ہے

پر حُر بھی ہے اللہ کا بھیجا ہوا آیا جبریل صفت وحی خدا کو نہیں لایا
واں سدرہ کا سایہ، یہاں زہرہ کا ہے سایہ گروحی نہیں پائی تو الہام ہے پایا
جبریل امیں یہ نہیں پر سدرہ نشیں ہے
رضواں نہیں پر مالک فردوس بریں ہے

پہلے تھا غلام ایک یہودی کا وہ ذی شاں سلمان کا اور حُر کا شرف ایک ہے پر یاں
سلماں کو پیمبر نے لیا اور دیا ایماں پر، دے کے یہودی کو زرِ قیمت سلماں
اللہ رے شرف حُر سعید ازلی کا
یہ بندۂ بے زر ہے حسین ابنِ علی کا

یعقوب ہم آغوشیِ یوسف کا ہے مشتاق ہیں دست کشادہ پئے حُر سید آفاق
واں کوشش طاعت ہے یہاں جوشش اخلاق خورشید کو ذرے کی جدائی ہوئی ہے شاق
دریا کی طرف چاہ تو قطرے کی عیاں ہے
یاں بحر امامت بھی سوئے قطرہ رواں ہے

لفظ و معنی

سنگ - پتھر
لعل و گہر - ہیرا اور موتی
شہادت - خدا کی راہ میں لڑتے ہوئے جان دینا
حُر - آزاد، میدان کربلا میں ایک نیک شخص کا نام ہے۔
آہن - لوہا
نمط - رنگین فرش یا بچھونا
خورشید - سورج

۔ چاند

وش اختر ۔ ستارے کی گردش

ں ۔ فائدہ

ف ۔ عزت

ں ۔ ایک ہیرے کا نام

ت ۔ ایک ہیرے کا نام

و انجم ۔ چاند اور تارے

ء ۔ روشنی

ں ۔ پھول

ر ۔ کانٹا

مید ۔ نیک بخت

ل ۔ ہمیشہ

یاں ۔ ظاہر

ر امامت ۔ امامت کا سمندر

واں ۔ چلتا ہوا

اعت ۔ فرمانبرداری

اق ۔ صدمہ، ناقابلِ برداشت

شتاق ۔ شوقین

ست کشادہ ۔ پھیلا ہوا ہاتھ

بے زر ۔ بغیر روپیہ کا

ی شان ۔ شان والا

درہ ۔ ساتویں آسمان کے اوپر ایک درخت کا نام ہے

حسین ۔ تعریف

لد ۔ جنت

رضوان - داروغۂ جنت کا نام ہے

پشت - پیٹھ

بخت - تقدیر

اوج - ترقی

فلک - آسمان

لوحِ جبیں - پیشانی کی تختی

مرغوب - پسندیدہ

آپ نے پڑھا

- اردو مرثیہ کے ارتقا میں مرزا سلامت علی دبیر کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔ یہ مرثیہ میدانِ کربلا سے متعلق ہے۔ مرثیہ میں ایک نیک روح 'حُر' کی شخصیت کو ابھارا گیا ہے۔ مرثیہ نگار مرزا دبیر نے اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے ایمان نعمتِ خداوندی ہے اور خدا جس کو جس وقت ہدایت دے دے۔ اس ضمن میں حُر خوش قسمت تھا کہ آیا تھا کی فوج میں اور عین وقت پر خدا نے اسے ہدایت دی اور میدانِ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کی فوج میں شامل شہادت کا عظیم درجہ پایا۔

آپ بتائیے

1. دبیر کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟
2. دبیر کے والد کا کیا نام تھا؟
3. دبیر کس صنفِ شاعری کے لیے مشہور ہیں؟
4. دبیر کس مشہور شاعر کے ہم عصر رہے ہیں؟
5. دبیر کی وفات کب ہوئی؟

مختصر گفتگو

1. فنِ مرثیہ کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔
2. دبیر کے دلی سے لکھنؤ آنے کا مختصر احوال بیان کیجیے۔

3. حُر کے بارے میں پانچ جملے لکھیے۔

4. زیر نصاب مرثیہ میں شہ دین سے کیا مراد ہے؟ مختصراً تحریر کیجیے۔

تفصیلی گفتگو

1. فنِ مرثیہ کی ابتدا و ارتقا پر روشنی ڈالیے۔

2. مرزا سلامت علی دبیرؔ کی مرثیہ نگاری پر روشنی ڈالیے۔

3. زیر نصاب مرثیہ کا مرکزی خیال پیش کیجیے۔

آئیے، کچھ کریں

1. اپنے استاد سے واقعات کربلا اور شہادت امام حسینؓ کے بارے میں واقفیت حاصل کریں۔

2. طلبہ کے ساتھ مل کر میدان کربلا، یزیدی افواج اور حُر کی شخصیت پر ایک مذاکرہ منعقد کیجیے۔